

## درود کے بدعی مقامات

ابو عبد اللہ صارم

### ① اذان سے قبل درود :

اذان سے پہلے الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ وغیرہ پڑھنا بدعت ہے۔ شریعت محمدیہ ﷺ میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ صحابہ کرام، تابعین عظام، تبع تابعین اعلام اور ائمہ اسلام سے اس کا قطعاً کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ اگر اذان سے پہلے ان کلمات کو پڑھنا جائز ہوتا تو صحابہ کرام ضرور اس کا اہتمام فرماتے۔

جناب غلام رسول بریلوی صاحب نے اس حقیقت کو کھلے دل سے تسلیم کیا ہے کہ اذان سے پہلے درود نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام سے ثابت نہیں ہے۔

(شرح صحیح مسلم، جلد: ۱، ص: 1092)

بریلویوں کے ممدوح، علامہ، ابن حجر، پتیمی (م: ۹۷۴ھ) لکھتے ہیں:

وَلَمْ نَرَ فِي شَيْءٍ مِنْهَا التَّعَرُّضَ لِلصَّلَاةِ عَلَيْهِ قَبْلَ الْاَذَانِ، وَلَا إِلَى مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ بَعْدَهُ، وَلَمْ نَرَ أَيْضًا فِي كَلَامِ أَئِمَّتِنَا تَعَرُّضًا لِذَلِكَ أَيْضًا، فَحِينَئِذٍ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْ هَذَيْنِ لَيْسَ بِسُنَّةٍ فِي مَحَلِّهِ الْمَذْكُورِ فِيهِ، فَمَنْ أَتَى بِوَاحِدٍ مِّنْهُمَا فِي ذَلِكَ مُعْتَقِدًا سُنَّتَهُ فِي ذَلِكَ الْمَحَلِّ الْمَخْصُوصِ؛ نُهِيَ عَنْهُ وَمُنِعَ مِنْهُ، لِأَنَّهُ تَشْرِيعٌ بِغَيْرِ دَلِيلٍ، وَمَنْ شَرَعَ بِلَا دَلِيلٍ؛ يُزَجَّرُ عَنْ ذَلِكَ وَيُنْهَى عَنْهُ.

”ہم نے کسی بھی حدیث میں اذان سے پہلے اور (دورانِ اذان) محمد رسول اللہ (کے کلمات کہنے) کے بعد درود پڑھنے کی دلیل نہیں دیکھی۔ اسی طرح ائمہ کرام کے کلام میں بھی ایسے کوئی بات نہیں ملتی۔ لہذا ان دونوں مقامات پر درود پڑھنا مسنون نہیں ہے۔ جو شخص ان میں سے کسی مقام پر درود کو مسنون سمجھتے ہوئے پڑھے گا، اسے منع کیا جائے اور روکا جائے، کیوں کہ ایسا کرنا بغیر دلیل کے شریعت سازی ہے۔ جو شخص بلا دلیل شریعت بناتا ہے، اسے ڈانٹا اور روکا جائے گا۔“

(الفتاویٰ الفقہیۃ الکبریٰ: 131/1)

❁ علامہ ابن الحاج رحمہ اللہ (م: ۷۳۷ھ) لکھتے ہیں:

فَالصَّلَاةُ وَالتَّسْلِيمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدُثُهَا فِي أَرْبَعَةِ مَوَاضِعَ؛ لَمْ تَكُنْ تَفْعَلُ فِيهَا فِي عَهْدٍ مِّنْ مَّضَى، وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي الْإِتِّبَاعِ لَهُمْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ --- .

وَالصَّلَاةُ وَالتَّسْلِيمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ لَا يَشْكُ مُسْلِمٌ أَنَّهَا مِنْ أَكْبَرِ الْعِبَادَاتِ وَأَجَلِّهَا، وَإِنْ كَانَ ذِكْرُ اللَّهِ تَعَالَى وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسَنًا، سِرًّا وَعَلَنًا، لَكِنْ لَيْسَ لَنَا أَنْ نَضَعَ الْعِبَادَاتِ إِلَّا فِي مَوَاضِعِهَا الَّتِي وَضَعَهَا الشَّارِعُ فِيهَا، وَمَضَى عَلَيْهَا سَلَفُ الْأُمَّةِ .

”نبی اکرم ﷺ پر درود و سلام کو بھی انہوں ایسے چار مقامات پر بدعت کے طور پر رائج کیا ہے، جن مقامات پر صحابہ و تابعین اور ائمہ دین کے عہد میں درود و سلام نہیں پڑھا جاتا تھا۔ جب کہ ساری کی ساری بھلائی اسلاف امت کی پیروی ہی

میں ہے۔ کوئی مسلمان اس بات میں شک نہیں کر سکتا کہ نبی اکرم ﷺ پر درود و سلام بہت عظیم اور جلیل القدر عبادت ہے، نیز ذکر الہی اور نبی اکرم ﷺ پر درود و سلام سری اور علانیہ دونوں طرح سے نیکی ہے، لیکن ہمارے لیے یہ جائز نہیں کہ عبادات کو ایسے مقامات سے ہٹا دیں، جن میں شارع علیہ السلام نے انہیں رکھا ہے اور جن میں اسلاف امت انہیں بجالاتے تھے۔“ (المدخل: 2/249، 250)

یہاں اس بات کا ذکر بھی ضروری ہے کہ بدعت اپنا رنگ بدلتی رہتی ہے۔ زمان و مکان کے ساتھ اس میں تبدیلیاں واقع ہوتی رہتی ہیں۔ سنت کا یہی تو امتیاز ہے کہ وہ ہر جگہ ایک ہی رہتی ہے، کیوں کہ اس میں صرف اور صرف پیروی کی جاتی ہے، جب کہ بدعت تو ہوتی ہی خانہ ساز ہے، اس لیے ہر شخص اپنے علاقے اور دور کے اعتبار سے اس میں تبدیلیاں کرتا رہتا ہے۔ اذان سے پہلے درود والی بدعت بھی اپنے آغاز سے لے کر اب تک مختلف سانچوں میں ڈھلتی رہی ہے۔ دسویں صدی ہجری میں اپنے آغاز کے وقت اس کی صورت کیسی تھی؟ اس حوالے سے بریلوی احباب کے ممدوح، علامہ، ابن حجر، بیہقی (۹۷۴ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ أَحْدَثَ الْمُؤَدِّثُونَ الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ عَقِبَ الْأَذَانِ لِلْفَرَائِضِ الْخَمْسِ؛ إِلَّا الصُّبْحَ وَالْجُمُعَةَ، فَإِنَّهُمْ يُقَدِّمُونَ ذَلِكَ فِيهِمَا عَلَى الْأَذَانِ؛ وَإِلَّا الْمَغْرِبَ، فَإِنَّهُمْ لَا يَفْعَلُونَهُ غَالِبًا لِضِيقِ وَقْتِهَا، وَكَانَ ابْتِدَاءُ حُدُوثِ ذَلِكَ فِي أَيَّامِ السُّلْطَانِ النَّاصِرِ صَلَاحِ الدِّينِ بْنِ أَيُّوبَ وَبِأَمْرِهِ فِي مِصْرَ وَأَعْمَالِهَا، وَسَبَبُ ذَلِكَ أَنَّ الْحَاكِمَ الْمَخْذُولَ لَمَّا قُتِلَ؛ أَمَرَتْ أُخْتُهُ الْمُؤَدِّثِينَ أَنْ يَقُولُوا فِي حَقِّ وَلَدِهِ السَّلَامَ عَلَى الْإِمَامِ الطَّاهِرِ، ثُمَّ اسْتَمَرَ السَّلَامُ عَلَى

الْخُلَفَاءِ بَعْدَهُ إِلَى أَنْ أَبْطَلَهُ صَلَاحُ الدِّينِ الْمَذْكُورُ، وَجَعَلَ بَدَلَهُ الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنِعْمَ مَا فَعَلَ، فَجَزَاهُ اللَّهُ خَيْرًا، وَلَقَدْ اسْتَفْتَيْتِي مَشَايخُنَا وَغَيْرُهُمْ فِي الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الْأَذَانِ عَلَى الْكَيْفِيَّةِ الَّتِي يَفْعَلُهَا الْمُؤَذِّنُونَ، فَأَفْتَوْا بِأَنَّ الْأَصْلَ سُنَّةٌ وَالْكَيفِيَّةُ بِدْعَةٌ، وَهُوَ ظَاهِرٌ.

”اذان دینے والوں نے دین میں اضافہ کرتے ہوئے پانچوں فرض نمازوں کی اذان کے بعد رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام کا اضافہ کر لیا ہے۔ ہاں صبح اور جمعہ میں وہ اذان سے پہلے درود و سلام پڑھتے ہیں اور مغرب کی اذان میں وقت کی کمی کی وجہ سے پڑھتے ہی نہیں۔ اس بدعت کی ابتدا سلطان ناصر صلاح الدین بن ایوب کے دور میں ہوا اور اسی کے حکم سے مصر اور اس کی عمل داری والے علاقوں میں اس کا اجرا ہوا۔ اس بدعت کی پیدائش کا سبب یہ ہوا کہ جب حاکم مخذول قتل ہوا تو اس کی بہن نے مؤذنوں کو حکم دیا کہ وہ اس کے بیٹے امام طاہر پر سلام کہیں۔ پھر بعد والے خلفا پر بھی سلام کہا جاتا رہا، یہاں تک کہ مذکور صلاح الدین نے اسے ختم کر کے اس کی جگہ نبی اکرم ﷺ پر درود و سلام شروع کرا دیا۔ اس نے بہت اچھا کیا۔ اللہ تعالیٰ اسے جزائے خیر عطا فرمائے۔ ہمارے مشائخ اور دیگر اہل علم سے پوچھا گیا کہ ان مؤذنوں کی طرح اذان کے بعد درود و سلام کیسا ہے؟ تو انہوں نے فتویٰ دیا کہ درود و سلام فی نفسہ تو سنت ہے، لیکن یہ طریقہ کار بدعت ہے۔ یہ بات بالکل واضح ہے۔“

یعنی اگرچہ اذان کے بعد درود و سلام مسنون ہے، لیکن اس کا من پسند طریقہ کار بدعت ہوگا۔ اذان سے پہلے کے درود و سلام کی بدعت کا آغاز بھی اسی طرح ہوا کہ فجر و مغرب کے علاوہ باقی نمازوں کی اذان کے بعد ہی درود و سلام پڑھا جاتا تھا، لیکن فجر میں اذان سے پہلے پڑھا جاتا تھا، پھر آہستہ آہستہ یہ سب اذانوں سے پہلے شروع کر دیا گیا۔ نیز آغاز میں حکم رانوں پر سلام پڑھا جاتا تھا اور ایک حاکم نے اس بدعت کو ختم کرنے کے لیے اس کی جگہ نبی اکرم ﷺ پر درود و سلام شروع کروا دیا۔ اس حاکم کی نیت بہت اچھی تھی کہ وہ ایک بدعت کو ختم کرنا چاہتا تھا، لیکن اس دور کے اہل علم کی دور اندیشی دیکھیں کہ انہوں نے اس وقت ہی اس کی کیفیت کو بدعت ہی قرار دیا۔ آج دیکھ لیجیے کہ اس بدعت میں کس قدر اضافہ ہو گیا ہے!

دین اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمودات و ارشادات کا نام ہے، اعمال کی قبولیت کے لیے بنیادی شرط قرآن و سنت کی پیروی ہے۔ درود و سلام اگرچہ بہت مبارک اور نیک عمل ہے، لیکن اس کے لیے وہی طریقہ کار ضروری ہے، جو نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔ اس سے ہٹ کر کوئی بھی طریقہ اسے بدعت بنا دے گا، جیسا کہ:

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے:

عَطَسَ رَجُلٌ إِلَى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ، فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: وَأَنَا أَقُولُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَكِنْ لَيْسَ هَكَذَا، أَمَرْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَقُولَ: إِذَا عَطَسْنَا، أَمَرْنَا أَنْ نَقُولَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ.

”ایک آدمی نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں چھینک لگائی اور کہا: الْحَمْدُ

لِلَّهِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اور رسول اللہ ﷺ پر سلام ہو)۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں بھی اللہ کی تعریف کرتا اور رسول اللہ ﷺ پر سلام بھیجتا ہوں، لیکن (اس موقع پر) ہمیں رسول اللہ ﷺ نے یوں نہیں سکھایا، بل کہ آپ ﷺ نے ہمیں چھینک کے وقت یہ دُعا سکھائی ہے: اَلْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ (ہر حال میں ساری کی ساری تعریفیں اللہ کے لیے ہیں)۔“

(سنن الترمذی: ۲۷۳۸، مسند الحارث (بغیۃ الباحث: ۸۰۷)، المستدرک للحاکم:

۲۶۵/۴-۲۶۶، شعب الإیمان للبیہقی: ۸۸۸۴، وسندہ حسن)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”صحیح الاسناد“ قرار دیا ہے، جب کہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ”صحیح“ کہا ہے۔

اس کے راوی حضرمی بن عجلان مولیٰ جارد کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (الثقات: ۲۳۹/۶) نے ”ثقة“ کہا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ نے اس کی حدیث کی سند کو ”صحیح“ قرار دیا ہے۔ یہ اس کی توثیق ہے۔

اسی لیے حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اسے ”صدوق“ کہا ہے۔ (الکاشف: 239/1)

مستدرک حاکم میں حضرمی بن لاحق چھپ گیا ہے۔ یہ وہم ہے۔

مسند شامین طبرانی (۳۲۳) میں ”حسن“ سند کے ساتھ اس کا ایک شاہد بھی مروی ہے۔ علامہ سیوطی (۸۴۹-۹۱۱ھ) کہتے ہیں:

لِأَنَّ الْعُطَّاسَ وَرَدَ فِيهِ ذِكْرٌ يَخْصُّهُ، فَالْعُدُولُ إِلَى غَيْرِهِ أَوْ الزِّيَادَةُ فِيهِ؛ عُدُولٌ عَنِ الْمَشْرُوعِ وَزِيَادَةٌ عَلَيْهِ، وَذَلِكَ بِدَعَا وَمَذْمُومٌ.

”(سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بجا اعتراض فرمایا) کیوں کہ چھینک کے بارے

میں خاص ذکر وارد ہے، اسے چھوڑ کر کوئی ذکر کرنا یا اس میں اپنی طرف سے اضافہ کرنا شریعت کے بتائے گئے طریقے سے ہٹنا اور اس میں اضافہ کرنے کی کوشش ہے۔ یہ کام بدعت اور قابل مذمت ہے۔“

(الحاوي للفتاوي: 1/254، 255)

## ② اذان کے بعد بدعي درود :

اذان کے بعد اگرچہ درود پڑھنا مستحب ہے، جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، البتہ بعض مؤذن اذان کے بعد باواز بلند الصلاة والسلام عليك يا رسول الله پڑھتے ہیں، جو کہ بدعت ہے۔ شریعت میں اس کی کوئی دلیل نہیں، خیر القرون کے سلف صالحین اس سے ناواقف تھے۔

ملا علی قاری حنفی (م: ۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں:

فَمَا يَفْعَلُهُ الْمُؤَذِّنُونَ الْآنَ عَقِبَ الْإِذَانِ مِنَ الْإِعْلَانِ بِالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ مَرَارًا أَصْلُهُ سُنَّةٌ، وَالْكِفِيَّةُ بِدْعَةٌ.

”اب جو مؤذن اذان کے بعد کئی دفعہ بلند آواز سے درود و سلام کہتے ہیں۔ اس کی اصل تو سنت ہے (یعنی اذان کے بعد درود سنت سے ثابت ہے)، لیکن اس کی

کیفیت بدعت ہے۔“ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاة المصابیح: 2/350، 349)

## تنبیہ :

علامہ شامی حنفی نے لکھا ہے:

يُسْتَحَبُّ أَنْ يُقَالَ عِنْدَ سَمَاعِ الْأُولَى مِنَ الشَّهَادَةِ: صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَعِنْدَ الثَّانِيَةِ مِنْهَا: قَرَّتْ عَيْنِي بِكَ يَا رَسُولَ

اللَّهُ، ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُمَّ مَتَّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضْعِ ظُفْرِي  
إِلَيْنَهُمَا مَيِّنَ عَلَى الْعَيْنَيْنِ، فَإِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَكُونُ قَائِدًا لَهُ إِلَى  
الْجَنَّةِ، كَذَا فِي كَنْزِ الْعِبَادِ.

”اذان میں پہلی شہادت (پہلی دفعہ اُشہد اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولَ اللَّهِ) سن کر  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ کہنا اور دوسری شہادت سن کر قَرَّتْ عَيْنِي  
بِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ (اللہ کے رسول! آپ کے سبب میری آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں)  
کہنا مستحب ہے۔ پھر اذان سننے والا اپنے انگوٹھوں کے ناخن اپنی دونوں آنکھوں  
پر رکھ کر یہ کلمات بھی کہے: اللَّهُمَّ مَتَّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ (اے اللہ! مجھے  
کانوں اور آنکھوں کے ساتھ فائدہ دے) تو رسول اللہ ﷺ جنت کی طرف جانے  
میں اس کی راہ نمائی فرمائیں گے۔ کنز العباد میں اسی طرح لکھا ہے۔“

(رد المحتار المعروف بہ فتاویٰ شامی: 3/398)

نہ جانے بعض لوگ کیوں نبی اکرم ﷺ کے دیے ہوئے دین پر راضی نہیں ہوتے اور

اپنی طرف سے بدعات جاری کر کے دین سازی کرتے رہتے ہیں؟

### ③ دوران وضو درود :

پانچ سو حنفی فقہا کا فتویٰ ہے:

وَيُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ غَسْلِ كُلِّ عَضْوٍ.

”وضو کرنے والا ہر عضو دھونے کے بعد نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھے۔“

(الفتاویٰ الہندیۃ المعروف بہ فتاویٰ عالمگیری: 1/9، رد المحتار: 1/127)





یہ وضو میں ایک بدعت متعارف کروائی گئی ہے، جس سے پہلے مسلمان ناواقف تھے۔  
قرآن و حدیث میں اس کی کوئی اصل نہیں۔

## ④ نماز جمعہ کے بعد اجتماعی درود :

نماز جمعہ کے بعد کھڑے ہو کر اجتماعی درود و سلام پڑھنا کسی شرعی دلیل سے ثابت نہیں، بل کہ واضح گم راہی اور ضلالت ہے۔ بے شک نبی اکرم ﷺ پر درود و سلام پڑھنا باعثِ ثواب اور موجبِ سعادت ہے، لیکن کسی جگہ وہیبت کے ساتھ اسے خاص کرنا جائز نہیں۔ صحابہ کرام اور ائمہ اسلام سب سے بڑھ کر نبی اکرم ﷺ پر درود و سلام پڑھنے والے تھے، ان سے ایسا کرنا قطعاً ثابت نہیں، لہذا یہ محبت رسول کا تقاضا نہیں۔ نیز یہ عقیدہ رکھنا کہ وقتِ درود نبی پاک ﷺ بنفسِ نفیس تشریف لاتے ہیں، یہ زری ضلالت ہے۔ پہلے مسلمان اس کے تصور سے بھی واقف نہ تھے۔

وفات کے بعد آپ ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری یا آپ ﷺ کے لیے آنی موت (ایک لمحے کے لیے موت) کا نظریہ رکھنا اور آپ ﷺ کی برزخی زندگی کو حقیقی دنیاوی زندگی سمجھنا قرآن و سنت اور اجماع امت کی مخالفت اور فتنہ بدعت ہے۔

یہ وہ بدعی عقائد و نظریات ہیں جو سلف صالحین کے عقائد و نظریات کے خلاف گھڑے گئے ہیں۔ سلف صالحین تو قرآن و سنت پر کاربند تھے، ان کا ان عقائد کا حامل نہ ہونا اس بات کی واضح اور ٹھوس دلیل ہے کہ یہ عقائد و نظریات بے اصل ہیں۔ جب کہ سلف سب سے بڑھ کر قرآن و سنت کی نصوص کو سمجھنے اور اپنانے والے تھے۔

